رجسٹرڈ ایل ۱۴۹



راگ ودیا کے پریمیوں کی جان

ماہواری رسالہ

بانی رسالہ
پروفیسر بھائی پرتاپ سنگھ جی

سالانہ چندہ [illegible]
ششماہی ۲ روپیہ

گردھر سٹیم پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام
[illegible]

رسالہ راگ لاہور

بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۴ء

رسالہ راگ

اور

اس کا استقلال

معزز ناظرین! ہم اپنے پچھلے رسالہ میں بھی یہ عرض کر چکے ہیں۔ کہ اب واہگورو کی کرپا سے اور آپ بھائیوں کی دیا درشٹی سے اس رسالہ نے دوسرے سال میں قدم رکھا ہوا ہے۔ اس اثنا میں رسالہ ہذا نے دیش اور جاتی کی جو سیوا کی ہے۔ اس سے آپ بے خبر نہیں ہیں۔ بلکہ یہ امر رسالہ ہذا کی بڑھتی اشاعت اور اس کے اعلےٰ مضامین سے اور بھی صریح ہو گیا ہے کہ اس رسالہ کے اجراء سے ہمارا مطلب ٹکے بٹورنا نہیں ہے بلکہ ہم ناد ودیا کو دیش میں ایک وسیع پیمانہ پر چلانا چاہتے ہیں۔ ہمیں یہ ظاہر کرنے میں مسرت ہوتی ہے۔ کہ راگ ودیا کے پریمیوں نے اس رسالہ کی اشاعت بڑھانے میں ہماری جو مدد کی ہے وہ ہر پہلو سے قابل تعریف ہے۔ ہم نے اپنے پچھلے رسالہ میں یہ عرض کیا تھا۔ کہ ہم بوجہ پلیگ کے ماہ اپریل کا رسالہ شائع نہ کر سکے۔ اور اسی خیال سے ماہ مئی کے رسالہ کو دو چند

کر دیا گیا تھا۔ ہم رسالہ راگ کو اور بھی عمدہ شکل میں دیکھنا چاہتے ہیں اور ہماری یہ زبردست خواہش ہے۔ کہ یہ چھوٹی سی پستک ہر ماہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہر ایک انسان تک پہنچے۔ رسالہ کو زیادہ بہتر بنانے کے لئے ہمارے تمام انتظامات پایۂ تکمیل تک پہنچ چکے ہیں۔ ہم نے اپنے سٹاف میں بھی کافی ازدیادی کی ہے اس کے علاوہ اپنے ناظرین کی خوشنودیٔ طبع کی خاطر ہم نے اس ماہ سے ڈراموں کے درج کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ ڈراموں میں حتی الوسع اس امر کو مدنظر رکھا جائے گا۔ کہ کوئی ایسی بات جو اخلاق سوز ہو یا اخلاق عامہ پر کسی قسم کا بُرا پربھاؤ ڈال سکے ہرگز درج نہ ہوگی۔ علاوہ ازیں ڈراموں کے جس قدر گانے ہوں گے۔ اُن کی طرزیں مع سرگموں کے درج کی جایا کریں گی۔ تاکہ تھیٹروں کا جو لطف آپ اپنی گرہ سے پیسے خرچ کر کے اور اپنی نیند کو ضائع کر کے حاصل کرتے ہیں۔ اُس سے آپ اُسی وقت ہی جبکہ بطور شغل آپ باجہ پر ہاتھ رکھیں۔ فیضیاب ہو سکیں۔

ہمیں امید ہے۔ کہ ہم تو اپنے فرض کو زیادہ سے زیادہ نیک نیتی اور فراخ دلی سے پورا کریں گے۔ اب ناظرین کا فرض ہے۔ کہ وہ بھی اِس معاملہ میں دستِ امداد بڑھائیں۔ اور ہماری امداد کریں۔ مثل مشہور ہے "جنے جنے کی لکڑی ایک جنے کا بوجھ"۔ ہم آپ سے کسی مالی امداد کی توقع نہیں کرتے۔ ہم آپ سے کوئی جسمانی امداد نہیں چاہتے ہاں ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ یہ ہے۔ کہ آپ نادودیا کی اشاعت میں ہمارا ہاتھ بٹائیں اور کم از کم ہر ایک شخص اس امر کا عہد کرے۔ کہ جب تک وہ رسالہ راگ کے پانچ نئے خریدار نہیں بنا لے گا۔ اس وقت تک اُس کے من کو شانتی نہیں ہوگی۔

ناظرین اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ آج تک "رسالہ راگ" میں جس قدر خرچ آیا ہے وہ ہماری اپنی جیب سے ہوا ہے۔ اور اُس کی مجموعی تعداد ۱۲ صد روپے سے کم نہیں ہے۔ ہم آپ سے یہ خرچ نہیں مانگ رہے ہیں۔ ہم آپ پر کوئی احسان نہیں کر رہے۔ ہم ملک کے ساتھ کسی قسم کی نیکی نہیں کر رہے ہیں۔ ہاں جو کچھ ہم کر رہے ہیں اُس کے متعلق ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ہم ہندوستانی ہیں۔ اور ہم ہندوستانِ قدیم کی پیداوار موسیقی کو ہندوستان سے معدوم نہیں ہونے دیں گے۔ ہم اپنا فرض جو ہم پر بطور ہندوستانی

عائد ہوتا ہے۔ پورا کر رہے ہیں۔ ہم آخر میں پھر یہ عرض کئے دیتے ہیں۔ کہ ہمیں امید واثق ہے۔ کہ جس طرح ہم اپنے کرتویہ کا پالن کر رہے ہیں۔ اُسی مانند ہی ہمارے ناظرین اپنے فرض کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ (ایڈیٹر)

ہندوستانی اور مغربی موسیقی

(از جناب سید محمد افضل علی صاحب ایم اے)

مسٹر پوپلے اپنی مشہور کتاب میوزک آف انڈیا میں لکھتے ہیں۔ کہ میں نے ایک دفعہ ایک ہندوستانی دوست سے انگریزی راگ کے متعلق اظہار رائے کی درخواست کی۔ تو اس نے نہایت صفائی سے یہ فرمایا۔ کہ مجھے تو انگریزی گانا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے جنگل میں گیدڑ چلا رہا ہو۔"

اسی طرح ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ میں ایک مشہور سینما کے آرکسٹرا کی نسبت اپنے ایک ہندوستانی دوست سے گفتگو کر رہا تھا۔ تو میری تعریف پر وہ صاحب بولے۔ کہ "مجھے تو خاک لطف نہیں آتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ پیانو پر کوئی بچہ بے ساختہ انگلیاں مار رہا ہے۔ اور اس سے ایک شور بپا ہو رہا ہے۔ اور وائلن کی آواز تو محض چیخ پکار رہی ہے۔"

واضح رہے۔ کہ ہمارے ہندوستانی راگ کے متعلق جس کو ہم روحانی غذا اور آسمانی نعمت سمجھتے ہیں۔ تقریباً اسی قسم کے خیالات غیر ممالک کے لوگ رکھتے ہیں۔ اور گو یہ امر بظاہر تعجب کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ وہ اس کو ایسا ہی غیر مہذب اور ناترقی یافتہ سمجھتے ہیں۔ جیسے کہ ہم میں سے اکثر ان کے راگ کو سمجھتے ہیں۔ گو اِس میں شک نہیں۔ کہ جس طرح ہم میں سے بعض لوگ تھوڑی بہت دلچسپی انگریزی میوزک میں لینے لگے ہیں۔ اسی طرح سے بعض لوگ انگریز بھی ہندوستانی موسیقی کو سمجھنے اور اس سے لطف اٹھانے کی کوشش کرتے اور ایک حد تک

اس میں کامیاب ہوتے ہیں۔ چنانچہ کپتان ڈے جو ان چند اشخاص میں سے ہیں جنہوں نے ہندی راگ سے لطف اُٹھانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اپنی کتاب "میوزک اینڈ میوزیکل انسٹرومنٹس آف سدرن انڈیا" میں لکھتے ہیں:-

تقریباً ہر ایک مغربی سیاح جو ہندوستان سے واپس جاتا ہے۔ یہ غلط خیال اپنے ساتھ لے جاتا ہے کہ اس ملک کا راگ محض شور و غل ہے جس کے ساتھ نہایت وحشیانہ قسم کے اشارات و حرکات بھی لازم ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ بیسیوں حالات میں کم از کم جو گانا اس نے دیکھا یا سنا ہوتا ہے وہ نہایت معمولی قسم کا ہوتا ہے۔ اور وہ گانے یا ناچنے والے شہر کے نہایت معمولی یا شاید ردی پیشہ ور ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اس فن کو محض ذریعہ معاش بنا یا ہوتا ہے اس لئے وہ سیاح لوگ ایک غلط اندازہ قائم کر لیتے ہیں۔ جو تمام عمر ان کو ہندوستانی گانے کی خوبیوں کو سمجھنے سے قاصر رکھتا ہے یہ غایت درجہ کی بے انصافی ہے کہ ایک ایسے فن لطیف کی نسبت جس کے سمجھنے والے خود ہندوستان میں بھی کم ہیں ایسے ادنیٰ معیار سے رائے قائم کر لی جائے۔ اور اس پر ناقص کا فتویٰ صادر کر دیا گیا اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ ہندوستانی گانا نہ صرف ایک فن لطیف ہے۔ بلکہ ایک نہایت پیچیدہ اور مشکل فن ہے۔ لیکن اس کو پوری طرح سمجھنے کے لئے مغربی طریقہ کا خیال دل سے بالکل دور کر دینا چاہیئے۔ اور پھر اس کو ہندوستانی نقطۂ خیال سے دیکھنا چاہیئے۔ اور اس کی خوبیوں کا اندازہ۔ گویئے کی لیاقت۔ گانے کی سُر اور تال گانے والے کی قوت حافظہ۔ سُروں کے اُتار چڑھاؤ اور تان پلٹہ لگانے کی قابلیت سے لگانا چاہیئے۔

جب ہم ہندوستان کے قدیمی گیت اور بھجن۔ ایسے گیت جو سینکڑوں سال گزرے تصنیف ہوئے تھے۔ اسی طرز اور طریقہ سے۔ اسی سُر کی شیرینی سے اسی تال اور ٹھیکہ کے ساتھ ادا ہوتے سنتے ہیں جس سے کہ وہ زمانہ سابق میں گائے جاتے تھے۔ تو ہم محسوس کرنے لگتے ہیں۔ کہ یہ گانا مشرقی کانوں کے لئے ایسا ہی خوش آئند ہوگا جیسا کہ مغربی کانوں کے لئے ان کا ملٹری بینڈ گونجنے والی

آواز کا میوزک۔ اسی طرح ہماری حقارت تعجب اور محبت سے بدل جائے گی کیونکہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مغربی موسیقی ہر روز جس قدر انسانوں کی تفریح کا باعث ہوتی ہے اس سے کئی گنا زیادہ اشخاص کی فرحت اور مسرت کا موجب ہندی راگ ہوتا ہے۔

یہی خیال ہمیں اپنے دل میں رکھ کر مغربی موسیقی کی لیاقت کا اندازہ لگانا چاہیئے ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ راگ داری کی چیزوں کو جو مسلمہ طور پر معمولی گانوں اور غزلوں سے زیادہ اعلیٰ پایہ کی موسیقی کا اظہار کرتی ہیں۔ سمجھنا اور ان سے لطف اُٹھانا بہت سے ہندوستانیوں کو جو راگ کے نشیب و فراز سے ناواقف ہیں بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اگر ان کے مذاق کو سدھایا جائے اور اعلیٰ راگوں کے سننے کا ان کو موقعہ ملتا رہے۔ تو وہ ان راگوں کو سمجھنے لگتے ہیں۔ اسی طرح سے غیر ممالک کا گانا سننے اور اس سے لطف اُٹھانے کی کوشش انسان میں وہ لیاقت پیدا کر سکتی ہے جس سے وہ اس غیر ملکی گانے سے ایسی قدر متاثر ہونے لگے۔ جتنا کہ اپنے دیس کے گانے سے۔ یہ بات میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کیونکہ گو مجھے انگریزی گانا سننے کا اس قدر موقعہ نہیں ملا جتنا کہ میں چاہتا ہوں۔ لیکن پھر بھی میں اس سے فائدہ لطف حاصل کرنا سیکھ گیا ہوں۔ اور خاص کر اہل یورپ کا انسٹرومنٹل میوزک تو مجھے بہت پسند ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اگرچہ ہندوستانی گانا مغربی گانے پر فوقیت بھی رکھتا ہو۔ لیکن باجہ نوازی میں اہل یورپ ہم سے گوئے سبقت لے گئے ہیں اور اس میں انہوں نے بہت ترقی کی ہے۔

اس موقعہ پر ہندوستانی اور انگریزی موسیقی میں جو اختلافات ہیں۔ وہ بیان کرنے مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن پہلے ایک دو اصطلاحوں کا سمجھنا ضروری ہے۔

(۱) دو تین یا زیادہ سُروں کے مجموعہ کو جو ایک ہی وقت میں اکٹھے بجائے جائیں۔ انگریزی اصطلاح میں کورڈ کہتے ہیں۔ مثلاً سا۔ گا اور پا کو بجائے یکے بعد دیگرے بجانے کے اگر تینوں کو یک لخت یعنی ایک ساتھ بجایا جائے تو اس مجموعہ آواز کو کورڈ کہیں گے۔

(۲) انگریزی گانے میں نغمہ یا گیت کے سُروں کے ساتھ ان کے وادی اور سمواوی سُر بھی ساتھ ساتھ بجانے کا دستور ہے جس سے آواز کا حجم بڑھ جاتا ہے بالفاظ دیگر ہر سُر کے ساتھ اس کے کورڈ شامل کر لئے جاتے ہیں۔ اس کو ہارمنی کہتے ہیں

(۳) گیت کی ٹیون یا طرز کو جیسا کہ ایک واحد گانے والا گاتا ہے۔ میلوڈی کہا جاتا ہے۔

میلوڈی سے مُراد ہے مفرد آوازوں کا سلسلہ۔ ہارمنی سے مختلف مرکب آوازوں کا ایک ہی وقت پیدا ہونا۔

ہارمنی کی ابتدا گیت کو کورس میں گانے یعنی بہت سے اشخاص کا اکٹھا مل کر گانے سے ہوئی اور وہ اس طرح ظہور میں آئی۔

بلحاظ آواز کی بلندی یا باریکی کے ماہرین موسیقی نے چار قسم کی آوازیں مانی ہیں اول سوپرینو یعنی سب سے اونچی آواز اور باریک آواز جو عموماً عورتوں اور بچوں کی ہوتی ہے۔ دوم۔ بیس یعنی سب سے نیچی اور موٹی آواز جو عموماً مردوں کی ہوتی ہے ان کے درمیان آلٹو اور ٹینر ہیں (۳) آلٹو عموماً عورتوں کے لیئے مخصوص ہے اور یہ سوپرینو سے ذرا موٹی ہوتی ہے۔ (۴) ٹینر اس سے نیچی آواز ہے جو نسبتاً باریک آواز والے مردوں کی ہوتی ہے۔

جب بہت سے اشخاص مل کر گانا چاہیں تو ان سب کی آواز یکساں بلندی کی نہیں ہو سکتی بلکہ مندرجہ بالا اقسام میں سے قریباً ہر قسم کی آواز انہیں میں شامل ہوتی ہے ظاہر ہے۔ کہ جب تین یا چار مختلف قسم کی آوازیں مل کر گانا چاہیں تو ان کیلیئے ایک سُر کو کھرج قایم کر کے گانا مشکل ہو گا۔ اس لیئے ماہرین نے یہ سوچا۔ کہ گیت کو ایک ہی وقت تین یا چار مختلف کھرجوں سے جو ایک دوسرے کے سمواوی سُر ہوں گایا بجایا جائے۔ مثلاً ایک گیت کا اصلی کھرج سا ہے۔ تو سوپرینو گانے والے اس گانے کا کھرج سا پر قایم کر کے گائیں گے۔ آلٹو والے اس سے نچلے سپتک کی پنچم پر اپنا کھرج قایم کریں گے۔ ٹینر والے اس سپتک کے گندھار کو اپنا کھرج مان لیں گے۔ اور بیس والے نچلے سپتک کے کھرج سے گانا شروع کریں گے۔ اس طرح سے تمام قسم کی

آوازوں والے شخص اکٹھے مل کر گانا گا سکیں گے۔ اور چونکہ ان کے کھرج آپس میں سمواوی ہیں۔ اس لیئے گانا بدمزہ بھی معلوم نہیں ہو گا۔ گو مشرقی کان جو ایسے ملاپ سے ناآشنا ہیں۔ اس کو شور و غل ہی سمجھیں۔

نوٹ۔ واضح رہے۔ کہ مندرجہ بالا تشریح ہارمنی کی محض سمجھانے کی غرض سے کی گئی ہے اور اس مطلب کیلیئے وہ کافی ہو گی۔ لیکن در اصل یہ بالکل ادھوری ہے کیونکہ ہارمنی کے اصول خاصے پیچیدہ ہیں۔ اور محض تین سمواوی سُروں کو کھرج قایم کر کے گانا بجانا عمدہ ہارمنی پیدا نہیں کرتا۔

اب ہندوستانی اور انگریزی گانے کے اختلافات کا بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) سب سے بین فرق جو ہندوستانی اور انگریزی میوزک میں ہے یہ ہے۔ کہ مقدم الذکر میں صرف میلوڈی ہوتی ہے۔ اور موخر الذکر میں اس کے ساتھ ہارمنی بھی شامل ہوتی ہے۔ ہندوستانی گانے بجانے میں ہارمنی نہیں ہوتی۔ ہندی موسیقی کی جگہ ترقی محض میلوڈی یا اصلی گیت کی طرز کو خوبصورت بنانے کی غرض سے ہوئی ہے اور مغربی موسیقی کی زیادہ تر ترقی ہارمنی کے متعلق ہوئی ہے۔ اور تال نے راگوں کی ترتیب وغیرہ کی طرف اہل یورپ نے زیادہ توجہ نہیں دی۔

ہارمنی کی نسبت حکما کی مختلف رائیں ہیں۔ مثلاً روسیو جو ایک مشہور فرانسیسی فلاسفر گذرا ہے کہتا ہے۔ کہ ہارمنی سے میلوڈی کی خوبصورتی بڑھ نہیں جاتی۔ ڈاکٹر برنی یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان دونوں میں سے کس کو ترجیح دی جائے۔ ہارمنی کہتا ہے۔ کہ میوزک ہارمنی سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ سر ایس۔ ایم ٹیگور نے بھی کہا ہے۔ ہارمنی میلوڈی پر ایک قسم کی زینت ہے لیکن یہاں اس امر پر زیادہ طوالت کے ساتھ بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۲) ہندوستانی موسیقی میں راگوں کی جدا اصول اور باقاعدہ تقسیم ہے۔ خواہ وہ پرانے نظام کے مطابق ہو۔ خواہ نئے سسٹم کے موافق وہ اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ ماہرین ہند کی کوشش ہمیشہ اس فن کو ایک سائینس کی طرح باترتیب نظام بنانے کی رہی ہے۔ برخلاف اس کے مغربی میوزک میں باوجود بیشمار کتابیں تصنیف ہونے

کے اور ہر سال سینکڑوں نئی طرزیں بننے کے کوئی باقاعدہ تقسیم راگوں کی نہیں ہے بلکہ راگ کا مترادف کوئی لفظ اس میں نہیں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ان کے تال بہت بے ترتیب اور آسان ہیں۔ تاہم انہوں نے ایک جداگانہ طریقہ تقسیم مقرر کیا ہے۔ اور اس کے باقاعدہ اصول باندھے ہیں۔ اور راگوں کی تقسیم ہماری طرح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مغربی میوزک میں تاثیر نہیں۔ جوش پیدا کرنے میں بینڈ میوزک میں جو طاقت ہے اس کا مقابلہ ہمارے میوزک میں کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ اسی طرح سے وایولن کی ریح و بکار سے کئی ہندوستانی دل بھی ایسے ہی متاثر ہوتے ہیں جیسے کہ مغربی دل۔

(باقی آئندہ)

جنوبی ہند کی نادودیا

(از قلم شری ایت سی۔ آر سرینواس آئنگر بی۔ اے)

شری ایت پنچاپکیسا ساسترگل مدراس میں نادودیا کے گرو مانے گئے ہیں۔ راقم مضمون نے آپ کی اپنے تمہیدی کلمات میں از حد تعریف کی ہے۔ مگر چونکہ ہم اس حصہ کو اپنے اس مضمون میں غیر ضروری تصور کرتے ہیں۔ لہذا ناظرین کی واقفیت کے لیئے ہم ساسترگل کے حالات میں سے چند واقعات آپ کی خوشنودی خاطر کو ذیل میں درج کرتے ہیں۔ امید ہے کہ باعث تفریح ثابت ہوں گے۔

(۱)

مسٹر ساسترگل بڑا ہوشیار اور مردم شناس بشر تھا۔ اچھے اور بھلے کی شناخت کرنے کا اس کے دماغ میں قدرتی مادہ تھا۔ موسم بہار کے دن باد صبا کے جھونکے اور دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے مسٹر ساسترگل کا ساز بجاتے ہوئے دکھائی دینا سمہ کی بہار کو دوبالا کرتا تھا۔ مسٹر ساسترگل صرف ساز ندے ہی نہیں تھے۔ اُن کو قدرت نے گلا بھی بہت اعلیٰ عطا کیا ہوا تھا۔ اور خوش الحان ہونے کے علاوہ وہ نادودیا کی تعلیم

دینے میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اُن میں ایک کمزوری یہ تھی کہ وہ ہر ایک شخص کو گانا نہیں سکھاتے تھے۔ بلکہ گانا سیکھنے والے امیدواروں میں سے چند طلباء منتخب کر لیتے تھے۔ اور پھر اُن کو ہی سکھاتے تھے۔ راگ ودیا کی قدیمی ودیارتھیوں کے لئے اپنے گورو کے لئے اتی پریم ہوتا تھا۔ وہ گورو سیوا میں خاص فخر سمجھتے تھے۔ اُستاد اگر کار و بار للہ سے انہیں یا ڈرتا تھا تو وہ اُسے نعمت غیر مترقبہ سمجھتے تھے۔ ناظرین معاف کرنا۔ اُن شاگردوں کو آج کل کے طلباء کے سمال تصور کر لینا۔ آج کل کے ودیارتھیوں اور اُن دنوں کے شاگردوں میں ارض و سما کا فرق ہے۔ آج کل ایک طرف تو اُستاد سے تعلیم لیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اُس سے ٹھٹھا مخول بھی کرتے رہتے ہیں۔

(۲)

اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے شاگردوں کے انتخاب میں بڑا ہوشیار تھا۔ اُس کے پاس جتنے آدمی تھے وہ چیدہ تھے۔ اُن میں سے کچھ تو اُسے گانے کے کام میں مدد دیتے تھے اور کچھ بجانے کے کام میں۔ اور یہ تھے سب کے سب ہی منتخب شدہ۔ اور ان لوگوں نے بھی نادودیا کو ہی اپنا آدرش سمجھ رکھا تھا۔ شاگردوں کا ذکر کرتے وقت میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ سب سے پہلی جگہ اُس زندہ جاوید شہید کرشن جگوتر کو دی جائے وہ مر چکا ہے۔ مگر اُس کا نام زندہ ہے۔ ہزاروں جنم لیتے ہیں۔ سنسار میں کار ہائے نمایاں کر کے اپنا نام روشن کرتے ہیں۔ وہ مر جاتے ہیں۔ اُن کے اعمال اُن کے نام کو ہمیشہ زندہ رکھتے ہیں۔ بقول شاعر

زندہ است نام فرخ نوشیرواں بعدل
گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند

آہ کرشن! تو اس سنسار کا مہمان ہو چکا ہے۔ مگر گانے کی ایک ایک تان سماں کا ایک ایک تار تیرے نام کا اُچارن کر رہا ہے۔ میں مبالغہ آمیزی سے تو کام نہیں لے رہا ہوں۔ میں نے کرشن کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ کرشن اُس کا مستحق تھا۔ کرشن کی تعریف میں اگر اوراق سیاہ کئے جائیں۔ تو بھی کوئی بڑی بات نہیں۔

(۳)

پنچایا جیسا آپ شاستر نگی جی کا دوسرا شاگرد تھا۔ وہ کرشن کا ثانی تو نہ تھا مگر خود بھی ثانی نہیں رکھتا تھا۔ دونوں ہی عدیم المثال ہیں۔ زمانہ میں یکتا تھا۔ آپ کا مقابلہ ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ گیت کا آلاپ نہایت وضاحت سے کرتے تھے۔ سامعین میں سے شاذ و نادر ہی کوئی بدقسمت ایسا ہو۔ جو اُن کے گانے کو نہ سمجھ سکے یا اُس کا حظ نہ اُٹھا سکے۔ خداداد نعمت سے ہر ایک شخص کم و بیش مستفید ہو کر جاتا تھا۔ مگر جس وقت گووند بھگو تر بھی اس منڈلی کے ساتھ ہوتا تھا۔ تو سمجھ لو کہ زیر آسمان اور بر روئے زمین یہ بھجن منڈلی لاثانی تھی۔ باجہ پر ناتھ۔ طبلہ پر چوٹ اور سارنگی کا سُر ساز کا راستہ ہوتا تھا۔ کہ ایک عجیب ہی سماں بندھ جاتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا۔ کہ سارا سارا دن شاستر نگی جی کے گرد ایک میلہ لگا رہتا تھا۔

(۴)

مندروں کے پنڈت۔ مسجدوں کے علما۔ مدرسوں کے ہیڈ ماسٹر اور دیگر اسی قسم کے لوگ پبلک زندگی کو سدھارنے کے سب سے زیادہ ذمہ دار ہوتے ہیں۔ غلط ریت دھرم سال میں جاؤ۔ وہاں بڑا گرنتھی گرو گرنتھ صاحب سے شبدوں کا اُچارن کرتا ہوگا اب جیسے اُس کے خیالات ہونگے ویسی ہی وہ تعلیم دے گا۔ ایک اُستاد بچے کو جو سبق پڑھائے گا وہ اُس کے دل پر نقش ہو جائے گا۔ سفید چادر پر جو رنگ چڑھایا جائے گا وہی رنگ اُس چادر پر آ جائے گا۔ اسی طرح شاستر نگی جی بھی جس قسم کا گانے لوگوں کو سناتے تھے۔ اُن پر اُن گانوں کا اچھا اثر ہوتا تھا۔ مگر خوبی یہ تھی کہ وہ گانے اخلاق سوز نہ ہوتے تھے۔ وہ اخلاق عامہ کو سدھارنے میں کافی کام کرتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اُن کا نام آج دکن پرانت میں نہایت عزت اور احترام سے لیا جاتا ہے۔ اس سے یہ امر بخوبی روشن ہو گیا ہے۔ کہ دکن میں نادو دیا کی جو زمانہ قدیم میں قدر تھی۔ وہ کسی تعریف کی محتاج نہیں۔

ادم اور اللہ

بخدمت جناب دیوان ٹیک چند صاحب بالقابہ ڈپٹی کمشنر بہادر کرنال
دورہ بمقام کیتھل

حضور والا! جب دورہ شاہ آباد تشریف لاویں۔ جب ذیل سوالات حل فرما دیں کیونکہ آپ کے عالم ہونے کا عام شہرہ ہے۔ آپ کی قابلیت سے فائدہ اُٹھانے کا مجھے بھی حق ہے۔ ضرور چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ آدمی سے آدمی بنتا ہے۔

(۱) گانے کے سُروں کو سُنکر میں نے سُروں کی تاثیر سے یہ قرار دیا۔ کہ آج فصل میں کوئی مصیبت آنے والی ہے میں قیام نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں فوراً اُٹھ کر چلدیا ایک میرا دوست برش نامی جسکو بھی لوگ بے وقوف کہتے ہیں ہمراہ چل پڑا۔ ۱۲۔۱۵ اقدم چلنے پر آگ لگ گئی۔ شامیانہ وغیرہ درہم برہم ہوا۔ شہادت بسیار بمقام شاہ آباد موجود ہے۔

(۲) اس سے پہلے میں راولپنڈی میں تھا۔ ڈاک آمد و رفت بوجہ راستہ ریل بند ہو جانے کے ۴۔۵ دن سے بند تھی۔ سُروں کی طاقت سے میں نے شناخت کیا اور بلا انتظار ڈاک میں شاہ آباد آیا۔ ۲ موتیں (ایک والدہ ایک بہن) پائیں۔ اس وقت کا ریکارڈ موجود ہے۔ جواب دیں۔ کہ یہ قوت خیالی ہے یا کوئی اور وجہ بھی ہے۔ بارہا ثبوت آزمودہ خود موجود ہیں۔

(۳) خود میرے لڑکے انٹرنس پاس سنسکرت خواں کے انتقال سے پہلے اُس کے مرنے کا حال معلوم ہوا۔ واسطے ثبوت کے اُس کے قلم سے ناگری جلد ۶ کارخانہ میں لکھوائی کہ (یہ مر جاوے گا، تحریر یاد رہے گی۔ وہ ملاحظہ کریں صفحہ ۵۴ میں۔

(۴) والد کو یہ خط لکھا۔ کہ یہ خط آخری آپ کی خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے۔ یہ بھی درست رہا۔ وہ فوت ہو گئے۔ میرا اُن کے نام اُن کا میرے نام آخری خط تھا یہ بھی سُروں کی طاقت کا نتیجہ تھا۔

(۵) وہ کون سی قوت ہے۔ راگ کے سُروں میں۔ جس سے یہ نتیجہ مترتب ہوئے۔ میں اب تک اس کو حل نہیں کر سکا۔ جس کو عقل سلیم تسلیم کر سکے۔

(۶) جملہ امراض ماتحت معدہ کا علاج سُروں سے کرتا ہوں۔

(۷) دیوار سُروں سے گرا سکتا ہوں اگر سہاپتا کرنے والے کچھ گویئے مجادیں جو میری آواز سے آواز ملا دیں۔ رخ گرف بتادیں۔

(۸) جواب دیں۔ کہ آگ سُروں سے کیسے لگ جاتی تھی۔ اگر یہ جواب دیں کہ غلط ہے تو یہ جواب عالمانہ نہ ہوگا۔

(۹) کیا ہر راگ وراگنی کی شکل اسی طرح دکھائی جا سکتی ہے جس طرح سنہ نمبر ۷۷۔ ۷۸۔ ۸۳ سے تصدیق ہے "سرستی درشن"

(۱۰) لفظ ॐ کو ذرا گھماؤ اللہ عربی کا ہو جاتا ہے۔ ترجمہ میں پہلا دو یہ ہو (پرکھو) بن جاتا ہے۔ حضور والا اس کے برخلاف کوئی جواب دے سکتے ہیں

(۱۱) میں بہت ہی آپ کا پابند ہوں۔ جب سے سُنا کہ آپ نے انشاء اللہ کا ووٹ خواہش میں اللہ کے کال کر کسی انگریز کو سمجھایا۔ اس واسطے لکھنا پایا۔

(۱۲) خواب آنے کا باعث کیا ہے۔ اندریں تمہید ۲۰۰ ورق کی شل ہے حضور والا مختصر بتادیں۔

(۱۳) مسز اینی بسینٹ گانے کو خود خدا قرار دیتی ہیں۔ ایک سُر ایک لاکھ مرتبہ چکر کھا کر اعالم جیطہ بن کر مرکز پر آتا ہے۔ یا نقطۂ اقلیدس بنتا ہے۔ کیا حضور والا کو کیا عذر ہے۔ اگر مفصل دیکھنا چاہیں تو پنڈت بسنت لال صاحب وکیل کے کتبخانہ میں یہ لیکچر موجود ہے۔ جس کی قیمت ہے وغیرہ

حضور والا۔ غریب بیان کو جواب دینا آپ کے جاہ وجلال کی کوئی کسرِ شان نہیں بلکہ ایک عالم با عمل کی شایان شان ہے۔ اسلئے جب ممکن ہو اپنی قابلیت سے تنقید کیجئے اور ضرور جواب دیکر نیک دعا لیجئے۔ کچھ طبیعت کے خلاف ہو۔ معاف ہو۔ (حبیب اللہ)

کیفیت مورچھنا کی

مورچھنا کسے کہتے ہیں۔ اس لفظ کے معنوں سے بھی گرام کی طرح زیادہ تر لوگ ناواقف ہیں۔ گرنتھ کاروں نے مورچھنا کی یوں تعریف کی ہے

اس اشلوک کا مطلب یہ ہوا۔ کہ ساتوں سُروں کے سلسلہ وار اُتار چڑھاؤ یعنی آروہی امروہی کو مورچھنا کہتے ہیں۔ اور اسی سے تمام راگ پیدا ہوتے ہیں۔ پس مورچھنا دوسرا نام ہوا۔ ٹھاٹھ کا جو آج کل مستعمل ہے۔ ٹھاٹھ کا دوسرا نام گرنتھوں میں "میل" ہے۔ اگلے زمانہ میں تین گرام تھے۔ یعنی کھرج گرام۔ مدھم گرام۔ اور گندھار گرام اور ہر گرام کے سات سات مورچھنا تھے۔ اس طرح گراموں کے اعتبار سے مورچھنوں کی تعداد اکیس ہوئی۔ لیکن گندھار گرام کے مفقود ہو جانے کے بعد اسکے مورچھنے بھی مفقود ہو گئے۔ لیکن اکیس مورچھنے بطور یادگار ابھی تک مشہور ہیں۔

مورچھنا کا مصرف

اب ہم مورچھنوں کا مصرف بیان کرتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح آج کل ہم کسی راگ یا راگنی کے سُر دریافت کرتا ہوں۔ تو ہم اُس کا ٹھاٹھ پہلے دریافت کرتے ہیں۔ اسی طرح اگلے زمانہ میں راگ اور راگنی کے سُروں کے لیے اُس کا مورچھنا بتا دینا کافی تھا۔ اس کی مثال ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

سدھ ٹھاٹھ

سات سدھ سُر ہیں سا۔ رے۔ گا۔ ما۔ پا۔ دھا۔ نی ہیں۔ آج

کل کی بول چال کے موافق ہم اُنہیں شُدھ ٹھاٹھ کہیں گے۔ یہ شُدھ ٹھاٹھ بلاول
کا ٹھاٹھ مانا جاتا ہے۔ کیونکہ سوائے بلاول کے ٹھاٹھ کے اور کسی ٹھاٹھ میں سب
شُدھ سُر سلسلہ وار نہیں لگائے جاتے۔ بہرحال آج کل کی روزمرہ میں یہ شُدھ
ٹھاٹھ کہا جائے گا۔ لیکن اگلے زمانہ میں ٹھاٹھ نہ تھے۔ لہٰذا گرنتھوں کی زبان میں
یہ شُدھ ٹھاٹھ ہمارا کھرج گرام ہوا۔ اب اگر اس ٹھاٹھ کی آروہی امروہی کی جائے۔
اس طرح سنائی دے گا۔ ما - پا - دھا - نی - سا - سا - نی - دھا - پا - ما گا رے
سا تو ہر گرنتھ میں کھرج کا مورچھنا کہلائے گا۔ پس اگر گرنتھوں کو کسی ایسے راگ
کے سُروں کا حال معلوم کرنا ہوتا تھا جس میں ساتوں شُدھ سُر لگائے جاتے ہوں۔ تو وہ
صرف یہ کہہ دیتے تھے کہ "فلاں راگ کا مورچھنا کھرج ہے" اس کی ایک اور مثال
بیان کی جاتی ہے تاکہ ناظرین اس کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں۔ مثلاً ایک راگنی گن
کلی نامی ہے۔ اس کے سُر ہم کو دریافت کرنا مقصود ہوں۔ تو عموماً یوں بیان کیا جائیگا
کہ کھرج - رکھب شُدھ - گندھار شُدھ - مدھم شُدھ - پنچم - دھیوت شُدھ نکھاد
شُدھ - یا یوں بیان کیا جائے گا - کہ بلاول ٹھاٹھ کی راگنی ہے۔ جس سے وہی مطلب ہوگا
کہ اس میں سب سُر شُدھ ہیں لیکن گرنتھکار یوں بیان کریں گے۔ کہ گن کلی میں
کھرج مورچھنا ہے۔

اب دوسرا مورچھنا بیان کیا جاتا ہے۔ کھرج مورچھنا ہمارا کیا ہے؟ یہی بلاول
ٹھاٹھ یعنی شُدھ ٹھاٹھ جس کی آروہی امروہی سا - رے - گا - ما - پا - دھا نی سا
سا - نی - دھا - پا - ما - گا - رے - سا ہے۔ اب اگر رکھب پر ہم کھرج قایم کرکے آروہی
امروہی کا عمل کریں - تو رکھب ہماری پہلے مورچھنا کی گندھار پر بولے گی۔ اور گندھار شُدھ
مدھم پر پہلے مورچھنا کے بولے گی۔ اور مدھم پہلے مورچھنا کی پنچم پر بولے گی۔ اور پنچم پہلے
مورچھنا کی دھیوت پر بولیگی۔ علیٰ ہٰذالقیاس اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ گندھار اور نکھاد
اس دوسرے مورچھنے میں کومل ہو جائے گی۔ اور باقی سب سُر شُدھ رہیں گے۔ گندھار
کومل یوں ہوگی۔ کہ شُدھ مدھم پر بولے گی۔ پس یہ آروہی امروہی کافی کا ٹھاٹھ ہوگی
اس کو گرنتھوں کی اصطلاح میں رکھب کا مورچھنا کہیں گے۔ اور اگر کسی راگنی کا

سُر بتانے کی ضرورت ہوگی جس کے سُر کافی کے ایسے ہونگے مثلاً باگیسری تو اس کے
لئے گرنتھکار صرف اس قدر لکھیں گے۔ باگیسری کا مورچھنا رکھب ہے۔ جس سے مطلب
یہ ہوا۔ کہ باگیسری میں کھرج ہے۔ رکھب شُدھ ہے۔ گندھار کومل ہے۔ وغیرہ وغیرہ
رکھب کا مورچھنا اس لئے کہا۔ کہ پہلے مورچھنے یعنی کھرج کے مورچھنے کی رکھب پر اس
مورچھنے کی کھرج قایم کی گئی تھی۔ اسی طرح اگر کھرج کے مورچھنے کی گندھار پر سُر قایم
کرکے آروہی امروہی کی جائے گی تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ سب بھیرویں کے سُر ہو جائیں گے۔
یعنی سب کومل ہو جائیں گے۔ اس کو گرنتھکار گندھار کا مورچھنا کہیں گے۔ اور جب کسی
ایسے راگ کے سُر بیان کرنا ہوں گے جس کے سب سُر کومل ہوں۔ مثلاً مالکوس تو کہیں گے
کہ مالکوس کا مورچھنا گندھار ہے۔

اسی طرح اگر ہم اپنے شُدھ ٹھاٹھ کی مدھم پر کھرج قایم کریں۔ تو آروہی امروہی
میں سب تیور ہو جائیں گے۔ یعنی ایمن کلیان کا ٹھاٹھ ہو جائے گا۔ پس یہ گرنتھوں میں
مدھم کا مورچھنا کہا جائے گا۔

علیٰ ہٰذالقیاس پنچم کو کھرج مان کر آروہی امروہی کے عمل سے کھماچ کے سُر پیدا
ہو جائیں گے۔ اور یہ سُر پنچم کا مورچھنا کہلائیں گے۔ اسی طرح دھیوت کا مورچھنا آساوری
کا ٹھاٹھ ہوا۔ اور نکھاد کا مورچھنا توڈی کا ٹھاٹھ ہوا۔

لیکن واضح رہے۔ کہ سات مورچھنے مروجہ شُدھ ٹھاٹھ کے ہیں جو آج کل بلاول ٹھاٹھ
مانا جاتا ہے۔ لیکن گرنتھوں میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ جیسے مروجہ شُدھ سُروں
کو گرنتھوں نے شُدھ سُر نہیں مانا ہے اور اس لیے بلاول ٹھاٹھ کو انہوں نے شُدھ
ٹھاٹھ بھی نہیں مانا۔ بلکہ گرنتھوں نے کافی کے ٹھاٹھ کو شُدھ ٹھاٹھ مانا ہے۔ اور اس
کے سُروں کو شُدھ سُر مانا ہے۔ پس اگر کافی کو شُدھ ٹھاٹھ مان کر یہی عمل مورچھنوں کا ہم
کے سُروں پر کیا جائے گا۔ تو اس کے سُروں کے مورچھنے مروجہ سُروں کے مورچھنوں سے علیحدہ ہونگے
لیکن جب مورچھنوں کے عمل کا طریقہ بلاول ٹھاٹھ پر بتا دیا گیا ہے تو ناظرین کافی کے ٹھاٹھ کے
یا اور کسی ٹھاٹھ کے مورچھنے خود نکال سکتے ہیں۔ آج کل چونکہ ہر راگ اور راگنی کا ٹھاٹھ
علیحدہ علیحدہ مقرر کر دیا ہے۔ لہٰذا مورچھنا لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی (باقی آیندہ)

لطیفے

ماسٹر صاحب سبق پڑھا رہے تھے انھوں نے پڑھاتے پڑھاتے لڑکے سے کہا کہ اُس۔ آدمی سے زیادہ۔ اور بدقسمت کون ہو سکتا ہے۔ جس کا کوئی دیش نہ ہو سیتارام لڑکا بہت تیز تھا۔ اُس نے کہا۔ ماسٹر صاحب وہ دیش بھی تو بدقسمت ہوتا ہے جس میں کوئی آدمی نہ ہو:۔

(۲)

ایک آدمی کی تین استریاں مرگئیں اس کا پڑوسی اُس کی پہلی دو استریوں کے جنازے کے ساتھ جاتا رہا۔ مگر تیسری مرتبہ نہ گیا۔ گاؤں میں اُس کی بے مروتی کا چرچا ہونے لگا۔ ایک دن اُس کی استری لوگوں کی اس الزام کہانی سے ... کی تاب نہ لاتے ہوئے۔ اُس سے پوچھا کہ کیوں جی آپ اب کی مرتبہ اپنے پردیسی کی استری کی ارتھی کے ساتھ نہیں گئے:۔

جواب دیا کہ مجھے تو شرم آتی ہے کہ میں ایک ایک کے ہاں تین مرتبہ ہو آیا ہوں مگر انکو اپنے گھر آنے کا۔ ایک بار بھی موقع نہیں دیا۔

(۳)

میاں بیوی۔ چونکہ وہ کلب سے گھر ذرا دیر میں آیا تھا۔ اس واسطے اس کو کچھ لڑائی کا خطرہ سا تھا میں نے اپنے بوٹ اُتار لیے۔ اور چپ چاپ سیڑھیوں پر رینگ کر چڑھنا شروع کیا جو نہی قریب پہنچا اُس نے اُسے ہلانا شروع کیا اور ساتھ ہی ذرا گنگناہٹ شروع کر دی۔ اس کی بیوی جھٹ اٹھ کر بیٹھ گئی اور پوچھا تم یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو:۔

کچھ نہیں مجھے چند گھنٹے یہیں بیٹھے ہو گئے ہیں بچہ سوتا نہیں ہے۔ اسکو سُلانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اِسپر اسکی بیوی ایک تحقیر آمیز لہجہ میں مُسکرائی اور کہا بچہ تو یہاں میرے پاس ہے:۔

ماسٹر موہن راولپنڈی و حسن ابدال میں

راولپنڈی میں بابو گورندہ مل پشاور ہاؤس گورنمنٹ پنشنر کے فرزند ارجمند بابو منوہر لعل کی ۱۵ رمئی کو شادی تھی۔ اس خوشی کے موقعہ پر اُنھوں نے شملہ کے مشہور و معروف گائیں آچاریہ ماسٹر موہن کو بلوایا۔ اگرچہ بچہ کی عمر نو دس سال سے زیادہ نہیں اور دیکھنے میں بھی وہ بالکل سیدھا سادہ بھولا بھالا لڑکا نظر آتا ہے۔ مگر جب گاتا ہے۔ تو لوگ اُس کی خداداد لیاقت۔ ذکا وفہم فراست کے قائل ہو جاتے ہیں۔ اور محو حیرت بن جاتے ہیں۔ اس بچہ نے حسن ابدال پنجہ صاحب میں بھی اپنا گانا گایا۔ جہاں لوکل گوردوارہ کمیٹی کی طرف سے عزت افزائی کے طور پر دو تھال بادام و کالی مصری کے اور گیارہ روپے نقد پیش کئے گئے۔ ہونہار پردادا نے پرشاد تو رکھ لیا۔ مگر روپیہ پنجہ صاحب کی بھینٹ کر دیا۔ راولپنڈی میں بھی اسے ایک سونے کی گھڑی نذر کی گئی۔

طلبا کو خاص رعایت

موسم گرما کی تعطیلات کے باعث تمام کالج بند ہونے والے ہیں۔ طلبا اپنے اپنے گھروں کو جانیوالے ہیں:۔

انہیں اکثر کتب بینی کے بعد تفریح طبع کی خاطر ہارمونیم باجہ پر ہاتھ رکھنے کی ضرورت محسوس ہوگی:۔

مگر چونکہ وہ علم موسیقی سے ناواقف ہیں۔ اس لئے وہ اس لئے وہ اپنی مرضی کے مطابق۔ اپنی طبیعت کو نہیں بہلا سکتے۔ طالب علم دوستوں کی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہم نے ہارمونیم گائیڈ کی ہر چھ جلدوں کی قیمتوں میں تخفیف کر دی ہے۔ بہت جلد آرڈر کیجئے:۔

منیجر رسالہ راگ لاہور

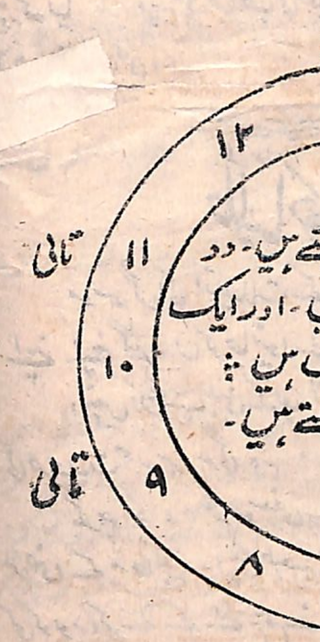
تعلیم

تال چوتالہ

(دیول)

گذشتہ سے پیوستہ

یہ تال بارہ ماترا کا ہے منہ سے ایک دو کر کے بارہ تک گنتے جاؤ۔ اور ہاتھ سے ایک اور ۵۔ اور ۹ اور ۱۱ کی آواز کے ساتھ تالی کا اشارہ کرو جیسا کہ نیچے نقشے میں ظاہر ہے اور اسی طرح چکر باندھنے سے یہ تال درست رہیگا۔



پرن چوتالہ

نمبر اول

یہ پرن ٹھاکی سے میں بجائی جائیگی

دوں۔ نت نٹ تکتہ کیٹنکٹ۔ دھیٹ دھاوی تلگےگے
دھاوی تاگےگے دھاہ دھاوی تلگےگے دھاوی
تاگےگے دھا دھاوی تاگےگے دھاوی تاگےگے

نمبر دوم

دھیٹ دھیٹ دوں دوں ہیٹ دھاٹ دھاوی کیٹ
تالی تالی
دھاوی کیٹ دھا دھاوی کیں دھاوی۔ کیٹ دھا دھا
تالی
دی کیں دھاوی کیٹ دھیا
تالی تالی

ٹھیکہ چوتالہ (گت)

سم دھا	دھا	دن	تا۔	کت
لگھ	لگھ	لگھ	لگھ	لگھ
دھا	دن	تا۔		تٹکت
لگھ	لگھ	لگھ		درت درت درت درت

لفظ مرکب از چار درت

گھدِ گھن

درت درت درت درت

ہارمونیم کی مرمت

(گذشتہ سے پیوستہ)

باجہ کے سٹاپوں کا کام

سنگل باجہ صرف دو سٹاپوں سے کام دے سکتا ہے۔ ایک اصلی آواز دینے کے لئے اور دوسرا ٹرمولو یعنیہ اسٹاپ صرف خوبصورتی کے لئے لگائے جاتے ہیں:۔

ڈبل سُر کے باجہ کے چار سٹاپ ہوتے ہیں پہلا سٹاپ کھولنے سے ایک سٹ آواز دیتا ہے۔ دوسرا کھولنے سے دوسرا سیٹ نمبر ۲ کھولنے سے ہر دو ریڈ سٹ پہلے تین سٹاپ بند کرکے چوتھا کھولنے سے ایک سٹ لرزہ کی آواز دیتا ہے جسکو ٹرمولو کہتے ہیں۔ جو باجہ چھ سٹاپ کا ہوتا ہے۔ اس کا ایک سٹاپ اوپر کی چادو بھی کھولیں گے لئے ہوتا ہے۔ اور ایک زائد ہوا خارج کرنے کے لئے ہوتا ہے:۔

چاہے کتنی زیادہ کم قیمت کا باجہ کیوں نہو سٹاپوں سے اسی قسم کا کام لیا جاتا ہے۔ مگر ہم نے اس سے بڑھکر اور بھی زیادتی کی ہے ڈبل باجہ کو بجائے چار سٹاپ کے پانچ لگاتے ہیں۔ جس کا لطف یہ ہوتا ہے کہ چوتھا سٹاپ کھولنے سے ایک ریڈ کی ٹرمولو بولتی ہے۔ اور پانچواں سٹاپ کھولنے سے دوسرے ریڈ کی آواز بھی لرزہ دار ہو جاتی ہے۔ چوتھا۔ اور پانچواں کھولنے سے دونوں ٹرمولو ملکر نہایت عمدہ۔ اور ہی قسم کی آواز دیتی ہیں۔ چوتھا۔ اور پہلا سٹاپ کھولنے سے اور ہی قسم کی لذیذ آواز ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک سر ٹرمولو کی آواز دیتا ہے۔ پانچواں اور دوسرا سٹاپ کھولنے سے اور طرح کی آواز ہوگی علیحدہ علیحدہ ہر دو ریڈ کے آواز کے لئے۔ اس لئے سٹاپ لگائے جاتے ہیں۔ تاکہ

پرزہ بگڑنے سے۔ آسانی سے معلوم ہو جاوے۔ کہ فلاں سٹ اور باجہ سر کرنے کے وقت بھی آسانی ہوتی ہے۔ اگر ہر ایک سٹاپ اوپر کی تحریر کے موجب اپنا اپنا کام نہیں دیتا۔ تو اُسمیں نقص خیال کرنا چاہیئے:۔

فولڈنگ پیٹی باجہ کا بیان

جو صرف پاؤں سے ہوا دیتے

جو صرف پاؤں سے ہوا دینے والا باجہ ہوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں والے باجہ سے اسمیں یہ فرق ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں کے باجہ کی اندر کی بیلو کے نیچے ایک بھٹی لگی ہوتی ہے۔ جس کو تلا کہتے ہیں اس کا بیان پہلے آچکا ہے مگر پیٹی باجہ کی اندر کی بیلو نیچے سے خالی ہوتی ہے۔ اور اس کے اندر گول کمانی رکھی جاتی۔ اور باہر کی ہر دو طرف تار کی کمانیاں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ہاتھ کی بیلو کے نیچے ایک تار کی کمانی ہوتی ہے یہ بیلو انہیں کمانیاں کے ذریعہ سکڑتی پھیلتی ہے۔ اس بیلو میں بہت کم نقص واقعہ ہوتا ہے۔ اگر باہر کیطرف سے کسی جگہ سے ہوا دینے لگ جاوے تو بار یک صابن کے ساتھ بند کرنا چاہیئے۔ اس کے نقص دریافت کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ اوپر کی بھٹی کے اندر ہوا آنے کے۔ جو شگاف میں انکو بند کیا جاوے اور پھر نیچے سے آہستہ آہستہ پاؤں ہلاکر دریافت کیا جاوے:۔

اس انعام کو ضرور حاصل کیجئے

جو صاحب رسالہ راگ کے پانچ نئے گاہک بنائیں گے۔

اُن کو ہارمونیم گائیڈ کے ۶ حصوں میں سے ایک حصہ بطور انعام مفت نذر کیا جائیگا۔ جو اصحاب ۵ سے زیادہ گاہک بنائیں گے۔ اُن کو کتاب ہذا کے علاوہ ایک خوبصورت باتصویر کلنڈر جس کی قیمت تقریباً ایک روپیہ ہے انعام میں دیا جائیگا ہر ایک صاحب کو اس انعام کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے:۔ (مینجر)

ریویو

رسالہ مسیحا

یہ طبی دُنیا کا لاجواب رسالہ متعلق ڈاکٹری ہومیوپیتھک ہے جس میں پبلک کے مفید مطلب نامی گرامی ڈاکٹروں کے مضامین درج ہوتے ہیں رسالہ مسیحا کے واسطے یہی ضمانت کافی ہے کہ اس کے ایڈیٹر جناب ڈاکٹر دیوان نہندر نارائن صاحب ایم ۔ ڈی ہومیو ۔ میڈلسٹ ۔ الف ۔ آر ۔ ایچ ۔ ایس انارکلی لاہور ہیں ۔ ہم اسکی خریداری کے لئے سفارش کرتے ہیں چندہ سالانہ متوسط الحال اشخاص سے تین روپے اور والیانِ ریاست سے دس روپے سالانہ لیکن غربا اور طلبا سے صرف عہ نمونہ ۱؎ میں طلب کر سکتے ہیں ۔

پتہ مذکورہ بالا سے طلب کریں

خریداران کو ضروری اطلاع

جن حضرات کا سال پرچہ ہذا کے ساتھ ختم ہوتا ہے ۔ اُن کو لازم ہے کہ پرچہ پہنچنے کے بعد سال آئیندہ کی قیمت بذریعہ منی آرڈر دفتر کے پتہ پر ارسال فرمادیں اس میں دفتر اور خریدار صاحبان ہر دو کو سہولیت رہتی ہے ۔ بصورت دیگر آئیندہ پرچہ بصورت وی پی اُن کے پاس بھیجا جائے گا جس کا وصول کرنا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا ۔ اگر کوئی صاحب کسی وجہ سے اس کی خریداری منظور نہ کریں تو بذریعہ کارڈ دفتر کو مطلع کر دیں تاکہ دفتر اخراجاتِ ناگزیر ڈاک سے بچ جائے ۔

(مینیجر)

ہارمونیم کی تعلیم

جو لوگ ہارمونیم سیکھنا چاہتے ہیں ۔ ان کو ذیل کی باتیں ذہن نشین ۔ اور یاد کر لینی چاہئیں سب سے پہلے پردوں یعنی سروں کے نام یاد کریں ۔ سروں کے یاد کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول ایک سپتک کی مشق کریں ۔ کیونکہ ہر ایک سپتک کے سروں کی ترتیب یکساں اور ایک ہی طرح کی ہوتی ہے :

سپتک سات سروں (سارے ۔ گا ۔ ما ۔ پا ۔ دھا ۔ نی) کو کہتے ہیں ۔ یعنی اُن کے مجموعہ کو جیسے انگریزی میں اوکٹیو کہتے ہیں ۔ ہر ایک سپتک میں بارہ سُر ہوتے ہیں ۔ جو نام پردوں کا ہے ۔ وہی سیاہ پردوں کا ہے ۔ مگر سیاہ پردے دو کم یعنی پانچ ہوتے ہیں ۔ کیونکہ سا اور پا انمیں نہیں ہوتے ۔ پہلے دو سیاہ پردوں کا نام رے اور گا ہے اسکے بعد فاصلہ چھوڑ کر تین سیاہ پردے آتے ہیں ۔ اور انکا نام ما ۔ دھا ۔ اور نی ہے ۔ اسی طرح سفید پردوں کی ترتیب حسب ذیل ہوتی ہے شروع کے دونوں سیاہ پردوں (مثلاً رے ۔ اور گا) کے بائیں طرف اس سے ملا ہوا جو سفید پردہ ہے ۔ اُس کو نام سے پکارتے ہیں اور ان دونوں سیاہ پردوں کے درمیان جو سفید پردہ ہوتا ہے ۔ اُسے رے کہتے ہیں :

اسی طرح دونوں سیاہ پردوں کے داہنے ہاتھ والا ۔ سفید پردہ گا ۔ کہلاتا ہے ان کے بعد جو تین سیاہ پردے ہیں ۔ پس ان تینوں سیاہ پردوں سے پہلے جو سفید پردہ ہے ۔ اُسے ما کہتے ہیں :

علیٰ ہذا القیاس باقی پردوں کو بھی سمجھ لینا چاہئے یاد رہے کہ ہر ایک سپتک میں سروں کی یہی ترتیب ہوتی ہے جو اوپر مذکور ہوئی :

اُن سروں کے مقامات کا یاد کر لینا نہایت ضروری ہے انمیں سے ہر ایک کی پہچان ہونی چاہئے اس کے بغیر ہارمونیم باجہ نہیں سیکھا جا سکتا ۔ گو یا ۔ الف ب تے ہے مگر انکا صرف ترتیب وار یاد کرنا کافی نہیں ۔ بلکہ متفرق طور سے یاد ہونے چاہئیں یعنی انکی صحیح جگہ جیسے کہ شناخت کے لئے بچوں کو حروف بلا ترتیب یاد کرائے جاتے ہیں

ان نشانات کو یاد کرو!

× جس سُر کے اوپر یہ نشان ہو۔ تو وہ تیسرے سپتک کا سُر سمجھنا چاہئے۔ یعنی داہنے ہاتھ کی طرف کا سپتک اونچی آواز دینے والا ہے

— جس سر کے نیچے یہ نشان ہو۔ وہ نیچے کے سپتک کو سُر جاننا چاہیئے جو کہ بائیں ہاتھ کی طرف شروع ہوتا ہے۔ اگر باجہ سا سُر سے شروع ہونے والا ہو۔ تو اس کے پہلے کل بارہ پردوں کے نیچے یہ نشان ہوگا۔ اگر ما سے شروع ہوتا ہے تو پہلے سات پردوں کے نیچے یہ نشان سمجھنا چاہیئے:۔

دوسری سپتک کے پردہ پر کوئی نشان نہیں ہوگا

٭ جس سُر کے اوپر یہ نشان ہو۔ وہ پردہ کالے رنگ کا ہے (ص)

T جس سُر کے نیچے یہ نشان ہو آس پر تالی جاننی چاہیئے:۔

I جس سر کے نیچے یہ ہو I اس پر سم کو خیال کرو

3 جس سُر کے نیچے یہ نشان ہو۔ اسکو بجائے تالی کے خالی سمجھو:۔

(ں) جس سُر کے آگے یہ نشان ہو (ں) اس پر ایک ماترا اور ٹھہرو یا جتنے نشان ہوں اتنی ہی ماترا اور لمبا سُر کرو۔ اس سُر سے جس کے آگے یہ نشان نہیں ہے:۔

ے جن دو سُروں کے اوپر یہ نشان ہو ے ان دونوں سُروں پر ایک ماترا ٹھہرو:۔

جس جگہ تین یا چار ماترا ٹھہرنا۔ یعنی لمبا سُر نکالنا ہو اتنے عرصہ میں چند الفاظ منہ سے کہو۔ مثلاً جانی۔ بیلی۔ سجیاں پیارے گوئیاں ڈھولا وغیرہ وغیرہ:۔

راگ مالکونس کی راگنیوں کی کیفیت

گذشتہ ماہ مئی کے رسالہ راگ میں ۵ صفحہ پر راگ مالکونس کی پانچ راگنیوں کی کیفیت درج کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور ایک راگنی باگیشوری کی مفصل کیفیت بھی درج کی گئی تھی۔ اب دوسری راگنی لگبہ کی کیفیت درج کی جاتی ہے۔

کیفیت راگنی لگبہ

یہ راگنی مالکونس راگ کی مانی گئی ہے۔ اور سنپورن ہے یعنی ساتوں سُر ہی لگتے ہیں۔ یہ راگنی بلاول راگنی کی ایک قسم مانی جاتی ہے۔ لگبہ راگنی اور جے جے ونتی راگنی کا بہت تھوڑا فرق ہے۔ اس کا وادی سُر رکھب ہے اور سموادی پنچم ہے اس راگنی میں ان دونوں سُروں کی سنگت رہتی ہے۔

سُریں اس کی یہ ہیں:۔

سا قایم۔ رے تیبر۔ گا تیبر۔ پا قایم۔ دھا تیبر۔ نی تیبر اور بعض اوقات نی سُر ول بھی بہت تھوڑا لگتا ہے۔

ہارمونیم باجہ کے لئے تمام سُریں سفید ہونگی۔ یعنی سا رے۔ گا۔ ما۔ پا۔ دھا۔ نی آروہی میں یہ سُریں لگیں گی۔ سا۔ رے پا ما۔ پا۔ دھا۔ نی۔ دھا۔ سا

امروہی میں یہ سُریں لگیں گی سا۔ نی۔ دھا۔ پا۔ ما۔ پا۔ ما۔ گا۔ ما۔ رے۔ سا

الاپ راگنی لگبہ

سا۔ رے۔ پا۔ ما۔ پا۔ دھا۔ دھا۔ پا۔ ما۔ گا۔ رے۔ گا۔ سا۔ رے۔ رے

پا۔ ما پا گا رے سا رے رے پا۔ پا۔ دھا۔ دھا۔ پا۔ پا

پا۔ ما۔ گا۔ رے۔ گا۔ سا۔ رے۔ رے۔ پا۔ ما۔ گا۔ رے۔ رے۔ سا۔ سا سا

انترہ

ما۔ پا۔ دھا۔ سا۔ سا۔ دھا۔ سا۔ سا۔ رے۔ رے۔ سا۔ سا
رے۔ رے۔ سا۔ دھا۔ دھا۔ پا۔ ما۔ گا۔ گا۔ سا۔ رے۔ رے
گا۔ رے۔ سا۔ نی۔ دھا۔ رے۔ سا۔ نی۔ دھا۔ پا۔ ما۔ ما۔ گا۔ سا۔ رے۔ رے
پا۔ ما۔ گا۔ رے۔ رے۔ رے۔ سا۔ سا۔ سا

نغمہ راگنی گکبہ۔ تال تین

رے گا رے گا ما گا پا ما پا سا نی دھا پا دھا پا پا گا رے سا

انترہ

رے گا سا رے نی سا دھا نی پا دھا ما پا پا دھا دھا پا دھا ما پا ما گا گا رے سا نی

نوٹ:۔ خیال رہے۔ کہ نغمہ بجانے کے لیے آپکو اختیار ہے۔ کہ استائی یا انترہ کی سرگم کو دس بارہ دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ بجادیں

راگ گکبہ تال جھپ

من میں سوچ بھیو ہے تب تیں جب تیں گون گونا لیو ہے
شرون سنی آواز سدا ان سے مکھ کی
کا ہو سوتن نے بھید کہیو ہے من میں سوچ بھیو ہے

من	میں سو ورچ	بھے اد ہے	تب	تیں جب	تیں	گو اود
رے پا I	پا ہ دھا پا گا T	گا گا رے پا T	ہ I	ما ما ما T	گا	[illegible]

ناں سا سا I	م ل ی سا رے رے T	و ہے پا پا ۳	من ما پا پا T	میا سا ہ I	سوچ سا سا پا T	بھے او دھا نی پا پا ۳	ہے لسا ے گا گا رے سا رے T
انترہ							
شرو پا ہ I	ن سو سا ہ سا T	نی آ سا رے ۳	و آ ز سا سا سا T	سدا سا گا I	ان سکھ گا ما ما T	مکھ گا رے ۳	کی ای ای نی سا سا T
کاہوں سا سا I	ہو تن نے رے رے رے رے T	بھید گا گا ۳	کیو ہے پا ما پا T	من سا سا I	میں سو سا سا پا T	رچ بھو دھا ما ۳	او او ہے گا رے رے گا سا T

جناب پروفیسر گوردیال سنگھ صاحب ایڈیٹر رسالہ راگ لاہور

مہربانی کر کے اپنے قیمتی رسالہ میں نیچے لکھی ہوئی نغمہ کی دونوں سرگمیں جو کہ نہایت ہی آسان اور خوبصورت ہیں۔ درج فرما کر مشکور و ممنون فرمادیں۔

آپکا شبھ چنتک :۔ بابو سندر سنگھ سبھروال سنگیت آچاریہ گوبسٹ سنکرن گھاٹ بنارس۔

سرگم گوڑ ملار۔ تین تال

اس راگ میں یہ سُر لگتی ہیں۔

سا اچل۔ رے تیور۔ گا تیور۔ ما کومل۔ پا اچل۔ دھا تیور

رے گا ما پا	پا گا سا سا	نی سا رے ہ	ما گا ما ہ
رے رے ما ما	پا پا ما پا	دھا سا دھا پا	ما پا ما گا گا

سرگم مالکونس تتالہ۔ سا و پا قایم باقی کے کومل سُر

سا نی دھا نی	سا ہ ما ہ	گا ما دھا ما	گا ہ سا ہ
سا ہ گا سا	نی دھا ہ ما	گا ما دھا ما	گا ہ سا ہ

غزل راگ اڈانا کانہڑہ۔ تال چنچل

دہن پر ہیں اُن کے گماں کیسے کیسے
کلام آتے ہیں درمیاں کیسے کیسے
زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے
تمہارے شہیدوں میں داخل ہوئے ہیں
گل و لالہ و ارغواں کیسے کیسے
بہار آئی ہے نشہ میں جھومتے ہیں
مریدانِ پیرِ مغاں کیسے کیسے

عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن
لٹے راہ میں کارواں کیسے کیسے
عجب ہجر کی کاہشوں نے کیے ہیں
جدا پوست سے استخواں کیسے کیسے

د ہن	پر ہیں	اُ ن	کے گ
پا نی دھا	نی ہ ہ پا	دھا ہ ما	نی ما ہ ہ پا
ں	کے سے	کے	سے
سا ما ہ ہ	نی ہ ہ پا	پا پا ہ	گا ہ ہ ہ
ک لا م	آ تے	ہیں	در میں
گا ما ہ	رے ہ ہ سا	رے ہ ہ	سا ہ ہ سا
آ ں	کے سے	کے	سے
نی ہ ہ	ما ہ ہ پا	پا ہ ہ	گا ہ ہ

انترہ

ز می	نے چ	من	گل کھ
پا ما پا	نی ہ ہ نی	سا ہ ہ	سا ہ ہ سا
لا آ	تی ہیں	کیا	کیا
نی ہ سا	رے ہ ہ سا	سا ہ ہ	نی ہ ہ ہ

ب د ل پا نی دھا	تا ہے نی ٥ ٥ پا	رنگ دھا ٥ ما	آ س پا ٥ ٥ پا
ما ل شا ٥ ٥	کے سے نی ٥ ٥ پا	کے ما پا ٥	ہے گا ٥ ٥ ٥

نوٹ: اوپر والی غزل کے مصرعے جس کے آخیر میں دیکھے کیسے، لفظ ہو گا وہ تمام مصرعہ استائی کی سرگم پر بجیں گے۔ باقی کے مصرعے انترہ والی سرگم پر بجاؤ۔

اوپر والی سرگم پر نیچے لکھی ہوئی دونوں غزلیں بج سکتی ہیں

غزل

خودی کو جو دل سے مٹائے ہوئے ہیں
وہی ذاتِ واحد سے پائے ہوئے ہیں
ترے در پہ سر کو جھکائے ہوئے ہیں
ترے سے ہی ہم لو لگائے ہوئے ہیں
وہ کیوں آشنا ہیں آج کھائے ہوئے ہیں
کسی کے لگائے بجھائے ہوئے ہیں
جو رہتے ہیں ہر وقت نظروں میں میری
تو گھونگٹ میں منہ کیوں چھپائے ہوئے ہیں

غزل

مرے دل کو وہ بے خبر لے گیا
کہاں جا کے ڈھونڈوں کدھر لے گیا
عدم میں بھی داغِ جگر لے گیا
وطن میں رفیقِ سفر لے گیا
نہ طاقت بدن میں نہ دل میں قرار
کوئی چھین کر میرا گھر لے گیا
ہوئی بحث خوبی تو سبقت وحید
قمر سے وہ رشکِ قمر لے گیا

انگریزی لیچرز مارچ

پا ٥	سا ٥ سا سا	سا پا گا سا	نی دھا دھا دھا
دھا ٥ ما ٥	ما گا رے سا	نی رے پا نی	رے سا سا سا
سا ٥ پا ٥	سا ٥ سا سا	سا پا گا سا	نی دھا دھا دھا
دھا ٥ ما ٥	ما گا رے سا	نی رے پا نی	رے سا سا سا
سا ٥ [انترہ] گا ٥	پا ما رے رے	رے ٥ سا رے	ما گا سا سا
سا ٥ رے گا	پا ما گا رے	ما گا رے سا	پا ٥ پا پا

پا ما گا رے	سا ہ سا سا	سا پا گا سا	نی دھا دھا دھا
دھا ہ ما ہ	ما گا رے سا	نی رے پا نی	رے سا سا سا
سا ہ			

اس میں سب پردے سفید رنگ کے لگتے ہیں۔ بعض جگہ ایک سُر سے دُوسرے سُر تک جانے میں بہت سی سُروں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ وہاں غلطی کا احتمال نہ کریں طرز بالکل درست ہے۔

(محمد افضل خاں صاحب ایم اے منصف)

مکمل ڈراما

اسیرِ حرص

باب پہلا   پردہ پہلا   دائرِ مفون پھلا پھول

گانا - تال تین

(سہیلیوں کا سیر باغ کرتے ہوئے گانا)

وینا ناتھ سو ہے ڈوبتا تارہ اگار دکر دن نا نیا سون بھیکے بھوں سے اوتار کر دچار بہو گامت دار

ترہی نام سُدن سرن کو جگ مجھ دھام - تم ہی دیا کے دھام - جیا میں سے نام

کو بنجے ڈوبے ساگر میں سنسار بجا دے نہیں پار رہی منجد ہار رہو بے نزاد ہار

تیری لیلا جو کوئی بھولا اکو نہیں اٹھار - حشر کو سنبھار و - دینا ناتھ سو ہے

	دی ناں نا ساہ گا رے	تھ مو ہے رے ما گا ما	ڈو ب تا پا ما پا ہ
تا ر و سا ہ پا ہ	ہ ہ ہ ہ	رو گھا رے ہ سا ہ	رو پا ہ ہ ہ
کر و نا دھا نی دھا ہ	نیا پا ہ ما ہ	ہ ہ ہ ہ	سو بھ گا ہ پا ہ
کے سا ہ ہ ہ	بھ ہ ہ ما ہ	د ر ن گا ہ رے ہ	سے ا د سا ہ نی ہ
گھا رو دھا ہ نی ہ			

نوٹ: - دوسرا مصرعہ دکر دچار بہو گامت ڈار داوگارد کرونا نیا سے بھیکے بھوں سے اوگھار د) اوپر والی سرگم پر ہی بجے گا۔

	دی ناں نا ساہ گا رے	تھ مو ہے رے ما گا ما	ڈو و تبا پا ما پا ہ
تم ر و ہی پا ما دھا پا	نا م لیں پا ما دھا پا	دن سر پا ما دھا پا	نکو جگ پا ما گا ما

مجھ دھام رے گا ساہ	تم ہی د پا ما دھا پا	یا کے دھام پا ما گاہ	جیا ہیں ہے گا ما گا رے
کا م سا ہ ہ ہ	تو کو گا ہ گا ہ	تجھے رے ہ سا ہ	ڈ د بے نی ہ دھا ہ
سا گ ہیں گا پا دھا نی	سن سار پا دھا سا ہ	جا ڈ سے ہیں رے سا نی دھا	پا ر پا ہ ہ ہ
ر ہے مجھ پا دھا پا دھا	د ھا ر رے ہ ہ ہ	ہو سے نیرا گا ما گا رے	د ھا ر سا ہ ہ ہ
تو ری لیلا سا گا رے ما	جو کوئی بھولا گا پا ما دھا	وا کو ہیں پا نی دھا نی	ٹھار سا ہ ہ ہ
حشر کو سا رے گا ما	سن یہا آ پا دھا نی سا	آ آ آ آ رے گا رے سا	آ آ رو نی دھا پا ہ

نوٹ:۔ خیال رہے کہ گانا ختم ہونے پر فوراً (تار وادگہارو) سے دوبارہ گانا شروع کرو

پردہ آلیشار گاتا سہیلیاں

پہلی سہیلی ۔ بہار آئی ہے ہر سو رنگ رلیوں کا زمانہ ہے
زباں پر بلبلوں کے شادی گل کا ترانہ ہے

دوسری ۔ چمک دیتے ہیں کیا پانی کے قطرہ صبح روشن میں
لگی ہیں موتیوں کی جھاڑیں صحرا کے دامن میں

تیسری ۔ مزین گل زمین دکوہ فرش مخملی سے ہے
صدا آتی مبارک باد کی ہر ہر کلی سے ہے

چوتھی زبانی۔ ارے چپ چپ شہنشاہ بیگم تشریف لاتی ہیں

بہار آئی ہے ہر سو رنگ رلیوں کا زمانہ ہے
نی نی نی نی ہ نی نی ہ نی ہ پاہ نی نی ہ نی ہ] پا نی سا رے سا نی سا

زباں پر بلبلوں کی ہے
سا نی دھا پا نی ہ] دھا دھاہ دھاہ دھاہ دھا دھاہ دھاہ

شادی گل کا ترانہ ہے چمک دیتے ہیں کیا
نی نی نی ہ نی ہ نی نی نی ہ] دھا پا ما پاہ
ما دھا دھاہ] دھا ما ماہ دھانی

پانی کے قطرے صبح روشن میں این
نی پا نی] نی نی ہ نی پانی سانی دھا پا دھا پا ما گا ما پاہ

لگی ہیں موتیوں کی جھاڑیں صحرا کے دامن میں
پا پا پاہ پا پا پا پاہ رے ما پا پا رے ما پا ما گا رے گا

مزین گل زمین دکوہ فرش مخملی سے ہے این
سا رے سا رے ہ رے رے رے نی رے رے رے] نی رے گا ما گا رے گا رے سانی

صدا آتی مبارک باد کی ہر ہر کلی سے ہے این
سا پا دھا سا رے سا نی دھا نی

راگ کھماج گانا سہیلیاں

(۱) چلتی چپلا چنچل چال سندر یا البیلی

جوبن رسماتی و ڈولے ہنس۔ امرت رس گھولے۔ عالی سنگ ان بن شنڈل کھیلی۔ ہے البیلی
سہیلی (۲) ایک تو نیناں مدھ بھرے۔ دوجے انجن سار۔ نے بھوری۔ کھینچ دیت تیج ستوار ہتھیار۔
سب: (۳) ۱۲ ، ہا ہا شانوں والی۔ اونچو سر بھولی بھالی۔ نئی نویلی سے ہے نار نویلی ہے البیلی

چل تی شا شا شا ہ	چپ لا آ نی شا نی رے	چن چل شا نی دھا پا	چا آ ل ما پا نی دھا
سوند ر پا ما گا رے	چا ا ل سا ہ گا ما	بے پا دھا نی شا	ال بے لی رے نی شا ہ
ہ ہ ہ	جو بن گا ہ پا پا	رس ما پا پا دھا نی	نی ڈ ر شا رے نی ہ
لے شا ہ ہ ہ	نین نج دھا نی دھا نی	امرت دھا نی پا دھا	رس گھو نی شا نی دھا
لے پیاری پا ہ شا شا	سنگ مان رے شا نی دھا	بن من پا ما گا رے	ڈل کھے گا ما نی دھا
ی چل تی پا ہ ما گا	چپ لا آ پا گا دھا نی	چن چل دھا نی دھا نی	چا آ ل پا دھا شا نی
سوند ر پا ما گا رے	چا ال سا ہ گا ما	بے پا دھا نی شا	ال بے لی رے نی شا ہ

دھوکے سے بچو!

آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ بہت سے کتب فروشوں نے بھی علم باجہ کے متعلق کتابیں تیار کر رکھی ہیں۔ جن کو مشہور ہارمونیم پروفیسروں کی تصنیف ظاہر کرتے ہیں یہ کتابیں الماری ہی کی خوبصورتی ہیں۔ علاوہ اسے نام بڑے اور درشن کے چھوٹے کی مثال بے اختیار منہ سے نکلتی ہے۔ مبتدی بیچارے کا بلسبت سیکھنے کے حاصل کردہ علم بھی چوپٹ ہو جاتا ہے۔ علاوہ کتب فروشوں کے کئی ایک ہارمونیم ماسٹروں کی کتابیں بھی دیکھنے میں آئی ہیں جیسا کہ گلدستہ ہارمونیم وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان میں بھی تال۔ راگ۔ ماترہ۔ سرگول۔ تیبر کا کوئی ایسا طریقہ تحریر نہ دیکھا جس سے مبتدی کو کچھ حاصل ہو۔ اس لیے کتا [illegible] طلباء کو مت [illegible] وقت [illegible] مصنف [illegible] تحریر کیا کریں۔

سنگیت شالہ یعنی میوزک سکول

ناظرین! ہم نے علم موسیقی کے پھیلانے کا بیڑا اٹھا کر مدت سے لاہور میں میوزک سکول جاری کیا ہوا ہے۔ جس میں ہارمونیم۔ طبلہ۔ ستار۔ معہ ہر قسم کے گانے کے سکھایا جاتا ہے۔ باجہ۔ طبلہ۔ ستار وغیرہ کافی مہیا کئے گئے ہیں۔ فیس چار روپے ماہوار۔ وقت ایک گھنٹہ مقرر ہے۔ جو صاحب باہر سے یا دیگر شہروں سے سیکھنے کو آتے ہیں۔ ان کو ایسے طریقہ سے سکھایا جاتا ہے۔ کہ وہ تھوڑے سے ہی عرصہ میں راگ تان میں بخوبی واقفیت حاصل کر کے ہر ایک طرز کو بخوبی بجا سکتے ہیں۔ فیس دس روپیہ ماہوار وقت ۲ گھنٹے مقرر ہے۔ نیز میوزک سکول میں سے چند روز کے لئے ماسٹر فیس داخل کرنے پر اپنے ہاں طلب کر سکتے ہیں۔

مینیجر میوزک سکول پروفیسر بھائی پرتاپ سنگھ انارکلی لاہور